THE ALHAKM WEEKLY

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

موسس وایڈیٹر اوّل :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی الکبیر

رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹

قیمت سالانہ
عام قیمت سالانہ ۱۰؍
معاونین و سرپرستوں سے
امید اعانت

تاریخ اشاعت
۷
۱۴
۲۱
۲۸

قیمت فی پرچہ ۴؍

جلد قدیم ۵۴ - نمبر (۱۲) | ۱۴ ؍ اپریل ۱۹۵۲ء مطابق ۱۷ ؍ رجب ۱۳۷۱ھ | جلد جدید دوم نمبر (۱۲)

الحکم اور اسکی مشکلات

الحکم خلافت نمبر کی اشاعت کا اعلان تو کر دیا گیا تھا۔ مگر اس کے اخراجات کا کوئی انتظام نہ تھا۔ میں نے دادا حضرت عرفانی الکبیر کے ارشاد پر تقریباً تین صد جماعتوں کے امراء کو الحکم کے خلافت نمبر کی اشاعت میں حصہ لینے کے لئے تحریکی خطوط روانہ کئے۔ لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ سطور لکھ رہا ہوں کہ تین صد میں سے صرف ماڈل ٹاؤن لاہور کی جماعت نے حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی تحریک پر (۲۰) کاپی خلافت نمبر کی طلب فرمائیں (اللہ تعالیٰ ماڈل ٹاؤن کے احباب جماعت کو جزائے خیر دے اور اُن کے اموال میں برکت دے)

اس کے علاوہ کسی جماعت نے بحیثیت جماعت خلافت نمبر کی اشاعت میں حصہ نہیں لیا۔ انفرادی طور پر جن احباب نے قدم بڑھایا اور مسئلہ خلافت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حسب توفیق الحکم کے خلافت نمبر کی اشاعت میں حصہ لیا۔ اُن بزرگوں کے اسماء الحکم کی گزشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان مخصوص بزرگوں کے علاوہ ادارہ الحکم نے اپنے خاص معاونین کو خلافت نمبر کی کاپیاں بھجوائیں ہیں۔ ان معاونین کرام کے اسماء مبارک آئندہ اشاعت میں شائع ہو سکیں گے۔ خلافت نمبر کی تاریخ اشاعت ۱۴ ؍ مارچ کو مقرر کی گئی تھی۔ لیکن مالی دقتوں کی وجہ سے پرچہ ۲۸ ؍ مارچ کو شائع ہوا۔ علاوہ ازیں پریس کی غلطی سے ایک کاپی غلط جم گئی تھی جس کی وجہ سے مزید چھ روز کی تاخیر ہو گئی بہر حال خلافت نمبر شائع ہو گیا ہے اور معاونین کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

مجھے اس امر کے اظہار کرنے میں باک نہیں کہ جماعت کا ایک کثیر طبقہ باوجود استطاعت رکھنے کے الحکم سے عدم تعاون کر رہا ہے اور یہ عدم تعاون اس لئے ہے کہ مرکز کے رسائل و اخبارات نے الحکم کی اشاعت پر اپنی کسی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ جماعت کراچی میں تو ۳۰ ؍ نومبر ۱۹۵۱ء کے ایک خطبہ جمعہ میں اس امر کا اظہار کر دیا گیا تھا کہ "چونکہ مرکز کی طرف سے ہمیں الحکم کی خریداری یا تعاون کے لئے کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی اس لئے یہ ضروری نہیں کہ الحکم کو خریدا جائے۔ یا تو مرکز اس بارے میں ہدایت کرے کہ الحکم کو خریدا جائے تو ہم اس خریداری کو اپنے لئے لازمی سمجھیں"۔ (مفہوم خطبہ جمعہ امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی ۳۰ ؍ نومبر ۱۹۵۱ء)

مجھے اس کا اعتراف ہے کہ جہاں امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی نے الحکم کی معاونت کے سلسلہ میں وضاحت فرمائی وہاں آپ نے صاحب استطاعت احباب کو الحکم کی خدمت اسکی اہمیت اور اسکی ضرورت کا احساس دلا کر تعاون کرنے کی تحریک بھی فرمائی تھی جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یہ بات ضمناً آ گئی۔ خلافت نمبر کی اشاعت کا اعلان ہو چکا تھا۔ اور میں لستے بہر ممکن صورت میں شائع کرنے کا تہیہ کر چکا تھا۔ اس لئے جن حالات سے گذر کر میں نے خلافت نمبر کو شائع کیا۔ ان حالات کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ الحکم کے اُن احباب نے جن کی خدمت میں الحکم تاریخ اجراء سے یا تاریخ اجراء کے تین ماہ بعد سے اب تک پرچہ ارسال ہو رہا تھا ان سے جب تعاون کی درخواست کی گئی تو بعض احباب نے مایوس کن جوابات دیئے۔ بعض نے خاموشی اختیار کر لی۔ اور اکثر نے وی پی واپس کر دیئے۔ اس طرح احباب کی ایک کثیر تعداد نے (جو ایک عرصہ سے پرچہ وصول کر رہے تھے) عملی طور پر الحکم کو موت کی نیند سلانے کیلئے کمی نہیں رہنے دی۔ تعاون نہ کی مثال اس سے ظاہر ہے کہ مارچ میں ایک صد وی پی میں سے صرف نصف وصول ہوئے۔ اور یہ بھی وہ بزرگ تھے جو ابتداء سے الحکم کے قدرداں ہیں یا اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ہیں جو الحکم کو حرز جان بنا کر رکھتے تھے۔ ان احباب کے اسماء گرامی انشاء اللہ الحکم کی فہرست میں آئندہ شائع ہو رہے ہیں۔ میں صرف اُن احباب سے جو الحکم متواتر وصول کرتے رہے ہیں۔ یہ درخواست کرتا ہوں کہ آئندہ پرچہ میں فہرست شائع کی جا رہی ہے جو بقایا اُن کے ذمہ ہے وہ جلد سے جلد ادا فرما کر ممنون فرمائیں خلافت نمبر کی ترسیل اُن تمام احباب کے نام روک دی گئی ہے جو پرچہ عام ڈاک سے برابر وصول کر رہے ہیں لیکن وی پی واپس کر دیتے ہیں۔ آئندہ صرف اُن ہی احباب کے نام پرچہ جاری رہے گا جو اسکے خاص معاونین میں سے ہیں اور الحکم کی زندگی کا انحصار بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احباب خاص کے مخلصانہ تعاون پر ہے۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو توفیق دے کہ وہ سلسلہ کے قدیم خادم الحکم سے تعاون کر سکیں۔

خالد عرفانی

کیا الحکم سلسلہ کا اخبار ہے؟

کچھ عرصہ ہوا ایک دوست نے سوال کیا تھا کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم کو اپنا بازو فرمایا تھا میں نے حضرت ڈاکٹر صادق مدظلہ العالی کی ایک شائع شدہ ڈائری کا حوالہ دے دیا تھا۔ اب ایک صاحب نے لکھا ہے کہ کیا الحکم سلسلہ کا اخبار ہے اور انہیں یہ سوال اس لئے پیدا ہوا کہ کسی دوست نے کہا کہ وہ سلسلہ کا اخبار نہیں اور اس رنگ میں اسکو نہ خریدنے کی تحریک کی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے اس سوال کا جواب اخبار کے ذریعہ دینا پسند کیا اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی اور دل میں یہ شبہ پیدا ہوا ہو۔ مگر میں اس کا جواب دیتے ہوئے ایک دکھ محسوس کرتا ہوں۔ اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا۔ کہ ہم اپنے فرائض سے کس قدر ناواقف ہیں؟

الحکم کبھی کسی زید و بکر کے بھروسہ پر جاری نہیں ہوا جب اس کے بھائیوں نے اپنے عمل سے اس کا گلہ گھونٹنے کی ناکام کوشش کی وہ پھر تازہ دم ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جی اٹھا۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اپنے چند سکوں کے ذریعہ الحکم پر احسان رکھنا چاہتا ہے۔ یہ تکلیف نہ اٹھائیں۔ الحکم کو ان روحوں کی ضرورت ہے جو بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی کہیں

جمالے چند دوام جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

خریداری کے لئے تحریک کرنا اور توجہ دلانا میرا فرض ہے اور اس کے ساتھ میرا کام ختم ہو جاتا ہے۔ میں اس کی پروا نہیں کرتا کہ وہ آواز سننے والے کانوں تک اور بیدار دلوں تک پہنچی ہے یا

صدا بہ صحرا ہے

میں اپنے محسن آقا کے کلمات و ملفوظات کی اشاعت کا جذبہ لے کر آیا اور آخر وقت تک اسی مرکز سے وابستہ رہنے کا آرزومند ہوں۔ میری سب سے بڑی سعادت اور ذریعہ نجات یہی چیز ہے کہ اس موعود جس کی بشارت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات اس کے ملہمات اور واقعات زندگی کے محفوظ کرنے کی سعادت میرے حصہ میں آئی نسل پر نسل گذرتی جائے گی۔ اور وہ کلمات محفوظ لوگوں کی روحانی تربیت کا ذریعہ ہوتے رہیں گے اور جو وجود ان سے فیض یاب ہو کر اللہ تعالیٰ کا ایک مخلص بندہ بن جائیگا یقیناً اس کے اعمال صالحہ کی برکات اور ثمرات سے الحکم کا موسس بھی حصہ پائے بغیر نہ رہے گا۔

اس قدر تمہیدی بیان کے بعد میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔ اور ہر ایک شخص کو دعوت دیتا ہوں جس کے دل میں اس قسم کا ناپاک خیال ہے کہ وہ اسکی تردید کرے اور میں اسے الحکم میں چھاپ دونگا اور اس قسم کے خیال کی ابتدا کرنے والے کو کہتا ہوں کہ

وہ استغفار کرے کہ صلحا کا یہی طریق ہے کہ اپنی غلطی پر نادم ہوں۔

سلسلہ سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ کسی انجمن کے روپیہ سے اب یا کبھی چلایا گیا تو وہ سلسلہ کا اخبار نہیں ہے۔ اور اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات اور تاریخ کا حامل اور امین اور سلسلہ ہی کے نصب العین کو لے کر جاری ہوا اور وہی ہمیشہ اس کے پیش نظر ہے تو

حقیقی معنوں میں وہ سلسلہ کا اخبار ہے اسے یہ فخر حاصل ہے کہ اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بازو قرار دیا۔ اور اسے یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست تجلی کے طور پر ظاہر ہوا شریک ہے

اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے میں اس امر کو بیان کرتے ہوئے ازبس شرمندہ ہوں کہ میں ایک سراسر خطاکار انسان ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی عطا کو کون روک سکتا ہے اور کون ہے جو اس کے فضل کے متعلق اعتراض کرے

مقدمات کے متعلق جو پیشگوئی قبل از وقت اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر شائع کی وہ میں درج کرتا ہوں اسے پڑھو اور سوچو اور پھر سوچو کہ وہ دوسرا کون ہے جس کی طرف سے کرم دین پر مقدمہ تھا اور جس مقدمہ میں کرم دین پر اور اس کے رفیق فقیر محمد صاحب سراج الاخبار پر جرمانہ ہوا۔ انجام مقدمات کے متعلق حضرت پر جو وحی ہوئی اس کو پڑھو۔ اور پھر غور کرو۔

میں نے کبھی خوشامد کر کے کسی کو اخبار کی خریداری کی تحریک نہیں کی۔ وہ چھوٹا ہو یا بخیال خویش بڑا میں نے کبھی اپنی رائے کے اظہار میں کسی دباؤ کو قبول نہیں کیا میرا اٹو ہمیشہ یہ رہا ہے۔ سمجھتا ہے تو مت ڈرے۔ ڈرتا ہے تو مت کچھ

میں نے ضمیر فروشی کے لئے ہزاروں روپیہ کی آخر کو ٹھوکر ماری ہے۔ میں نے خود اور اپنے بچوں کو بھوکے اور ننگے رکھ کر حق کی حمایت اپنا فرض سمجھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے دروازوں کو جس طرح پر چاہا مجھ پر کھولا۔ عسر آیا تو اس نے استقامت صبر۔ عزت نفس کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ پھر یسر دیا تو دل کو غنی اور ہاتھ کو لٹانا کرنے کی دولت سے دامن بھر دیا میں اس کی کس کس نعمت کا شکر کروں۔

بہرحال میں اس پیش گوئی کو درج کر کے ایسے لوگوں کو کہتا ہوں کہ وہ اپنے چند کھوٹے سکے اپنے پاس رکھیں۔ کھوٹے اس لئے کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نفس کی ملونی ہے۔ دنیا کی مارکیٹ میں ان کی کوئی قیمت ہو سکتی ہے۔ بازار دین میں کھوٹے ہیں۔ الحکم کو ان کی ضرورت نہیں مجھے ان دلوں کی تلاش ہے جو اپنے محسن و محبوب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے سرشار رہنا چاہتے ہیں۔ اور جو اس عہد سعادت کی باتوں ہی سے زندگی پاتے ہیں۔

مجھے ان کی تلاش ہے جو اپنے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خواہش کو الحکم کے زندہ رکھنے کے لئے جوش پاتے ہیں۔ اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہئے یہ مناع للخیر کے ضمن میں آ جاتی ہیں اب میں اس پیش گوئی کو درج کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں تو الحکم اس پیش گوئی کے موافق سلسلہ ہی کا اخبار ہے جو چاہے قبول کرے۔

مقدمات کے انجام کے متعلق پیشگوئی

میرے خیال پر یہ کشش ظاہر غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں۔ یا بعض میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں ان کا انجام کیا ہوگا۔

سو اس غلبہ کی کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی۔ اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ فِیْهِ اٰيَاتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ

اس کے معنے یہ مجھے سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس کے ساتھ ہوگا۔ اور اس کو فتح اور نصرت نصیب کرے گا جو پرہیزگار ہیں۔ یعنے جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے۔ تہمت نہیں لگاتے۔ اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے۔ اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راست بازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں۔ اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور بنی نوع کے وہ سچے خیرخواہ ہیں۔ ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں۔ بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سو انجام یہ ہے کہ ان کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں۔ جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے۔ ان کے لئے نہ ایک نشان بلکہ کئی ایک نشان ظاہر ہوں گے۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۴ صفحہ ۱۸۹ پرچہ ۳ جولائی ۱۹۰۳ء الحکم جلد ۷ نمبر ۲۴ صفحہ ۱۱ پرچہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء)

یہ دو فریق کریم دین بناھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بناھ کرم دین

خاکسار الحکم

فتدبر ولا تکن من الغافلین

(عرفانی الکبیر)

آئندہ اس قسم کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا۔

حضرت اقدس کی نایاب اور نادر تحریریں

یہ امر احباب سے پوشیدہ نہیں کہ مجھے ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات اور پرانی تحریریں محفوظ کی جاویں اس سلسلہ میں ۱۸۹۹ء میں کچھ پرانی تحریریں شائع کیں جن کو بعد میں بعض دوسرے احباب نے بغرض تجارت شائع کیا میں نے ۱۹۴۷ء کے انقلاب کے بعد اور اپنی لائبریری کے لٹنے کے بعد محسوس کیا کہ جس قدر ممکن ہو اس سلسلہ کو محفوظ کیا جاوے چنانچہ اس سلسلہ میں پہلی کتاب جس میں ۱۸۹۹ء کی پرانی تحریریں شریک ہیں شائع ہو گئی ہے دفتر الحکم عید گاہ روڈ کراچی ۱ سے پاکستان کے احباب طلب کریں اور ہندوستان کے احباب خاکسار سے الہ دین بلڈنگ سکندر آباد کے پتہ سے منگوالیں قیمت ہر دو ملکوں میں ان کے اپنے سکہ میں علاوہ محصول ڈاک عنقریب ہوگی۔

خاکسار:۔ عرفانی الکبیر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ سے آگے)

انسان کیلئے دو جنت قرآن کی تعلیم سے پایا جاتا ہے کہ انسان کے لئے دو جنت ہیں جو شخص خدا سے پیار کرتا ہے۔ کیا وہ ایک جلنے والی زندگی میں رہ سکتا ہے؟ جب اس جگہ ایک حاکم کا دوست دنیوی تعلقات میں ایک قسم کی بہشتی زندگی میں ہوتا ہے تو کیوں نہ اُن کے لئے دروازہ جنت کا کھلے جو اللہ کے دوست ہیں۔ اگرچہ دنیا پر از تکلیف و مصائب ہے۔ لیکن کسی کو کیا خبر وہ کیسی لذت اٹھاتے ہیں۔ اگر ان کو رنج ہو۔ تو آدھ گھنٹہ تکلیف اٹھانا بھی مشکل ہے۔ حالانکہ وہ تو تمام عمر تکلیف میں رہتے ہیں ایک زمانہ کی سلطنت ان کو دے کر ان کو اپنے کام سے روکا جاوے تو کب کسی کی سنتے ہیں۔ اسی طرح خواہ مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں وہ اپنے ارادہ کو نہیں چھوڑتے۔

آنحضرت صلعم کے اخلاق ہمارے ہادیٔ کامل کو یہ دونوں باتیں دیکھنی پڑیں ایک وقت تو طائف میں پتھر برسائے گئے۔ ایک کثیر جماعت نے سخت سے سخت جسمانی تکلیف دی۔ لیکن آنحضرت کے استقلال میں فرق نہ آیا۔ جب قوم نے دیکھا کہ مصائب و شدائد سے ان پر کوئی اثر نہ پڑا، تو انہوں نے جمع ہو کر بادشاہت کا وعدہ دیا۔ اپنا امیر بنانا چاہا۔ ہر ایک قسم کے سامانِ آسائش مہیا کر دینے کا وعدہ کیا۔ حتیٰ کہ عمدہ سے عمدہ بی بی بھی۔ بدیں شرط کہ حضرت بتوں کی مذمت چھوڑ دیں۔ لیکن جیسے کہ طائف کی مصیبت کے وقت ویسی ہی اس وعدہ بادشاہت کے وقت حضرت نے کچھ پرواہ نہ کی اور پتھر کھانے کو ترجیح دی۔ سو جب تک خاص لذت نہ ہو تو کیا ضرورت تھی کہ آرام چھوڑ کر دکھوں میں پڑتے۔ یہ موقع سوا ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے کسی اور نبی کو نہ ملا کہ ان کی نبوت کا کام چھوڑنے کے لئے کوئی وعدہ دیا گیا ہو۔ مسیح کو بھی یہ امر نصیب نہ ہوا دنیا کی تاریخ میں صرف آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہی یہ معاملہ ہوا کہ آپ کو سلطنت کا وعدہ دیا گیا۔ اگر آپ اپنا کام چھوڑ دیں سو یہ عزت ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اسی طرح ہمارے ہادیٔ کامل کو دونوں زمانے تکلیف اور فتحمندی کے نصیب ہوئے۔ تاکہ وہ دونوں اوقات میں کامل نمونہ اخلاق کا دکھا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں بعض وقت دنیوی لذات، آرام اور طیبات کے رنگ میں بعض وقت عسرت اور مصائب میں تاکہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم کو یہ دونوں باتیں میسر آگئیں سو جس قدر ہم آپ کے اخلاق پیش کر سکیں گے۔ کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی جیسے مسیح کا صرف صبر ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ مار کھاتا رہا۔ لیکن یہ کہاں سے نکلے گا کہ ان کو طاقت نصیب ہوئی وہ تو بیشک سچے ہیں۔ لیکن ان کے ہر قسم کے اخلاق ثابت نہیں۔ چونکہ ان کا ذکر قرآن میں آگیا۔ اس لئے ہم ان کو نبی مانتے ہیں۔ ورنہ انجیل میں تو ان کا کوئی ایسا خلق ثابت نہیں۔ جیسے اولوالعزم انبیاء کی شان ہوتی ہے ایسا ہی ہمارے ہادیٔ کامل بھی اگر ابتدائی تیرہ برس کی مصائب میں مر جاتے تو ان کے بہت سے اعلیٰ اخلاق فاضلہ مسیح کی طرح ثابت نہ ہوتے لیکن دوسرا زمانہ جب فتح کا آیا اور مجرم آپ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس سے آپ کی صفت رحم اور عفو کا کامل ثبوت ملا۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کے کام کوئی جبر پر نہ تھے نہ زبردستی تھی بلکہ ہر ایک امر اپنے طبعی رنگ میں ہوا۔ اسی طرح آپ کے اور بہت سے اخلاق بھی ثابت ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ نَحْنُ اَوْلِیَآؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (س ۲۴) کہ ہم اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی متقی کے ولی ہیں سو یہ آیت بھی تکذیب میں ان نادانوں کے ہے۔ جنہوں نے اس زندگی میں نزول ملائکہ سے انکار کیا۔ اگر نزع میں نزول ملائکہ تھا۔ تو حیاۃ الدنیا میں خدا تعالیٰ کیسے ولی ہوا۔

متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ سو یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے۔ لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے، اور ان سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک خواب سچا عمر میں نصیب ہوا۔ اس کا خاتمہ خطرناک ہے۔ جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سو جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں سو ہم سب کو یہ دعا چاہیئے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام، خواب، مکاشفات کا فیضان ہو۔ کیونکہ مومن کا یہ خاصہ ہے۔ سو یہ ہونا چاہیئے۔ بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (س ۱) یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے یہ اس لئے سکھلائی گئی ہے کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں جیسے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی۔ برخلاف اسکے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے [illegible] خدا کی منشاء کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشوونما پانا ہے اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا تو چونکہ انسان نہیں اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اُس پر نہ صرف ایمان ہی ہو۔ بلکہ اسے بہ تدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

علم کے تین مدارج علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے۔ ان سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے۔ یعنی آگ میں ہاتھ ڈال کر اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ ہے۔ پس کیا وہ شخص بد قسمت ہے جو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل [illegible] آیت کے مطابق [illegible] نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (س ۲۱) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا۔ ہم اسکو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سو انسان کو چاہیئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے۔ اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے چنانچہ فرمایا۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی۔ الآیہ (س ۱۵) کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے

آخرت کی تیاری اس دنیا سے چاہیئے جس کی منشاء یہ ہے کہ اس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہم کو آنکھیں لے جانی ہیں۔ آئندہ جہان کو محسوس کرنے کے لئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔ اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اسی طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے۔ خدا و رسول کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گذر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبت دین نہیں [illegible] محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے [illegible] تو دعا کرتا رہے [illegible] اگر تو لینے کو تیار ہے۔ پس دعا کر [illegible] اس ہدایت کو لینے کی طلب [illegible] ہے۔

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کی تفسیر [illegible] شروع ہی میں ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کہا گیا تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی طیاری کی یعنی یہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ اس کے تتمہ یہ ہیں کہ یہ کتاب ان کے لئے نافع ہے جو پرہیزگاری اور نصیحت کے سننے کو طیار ہوں۔

افکار سلطانی

نمبر ۳

"منطق الطیر"

اس عنوان سے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۷ء میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جو درج ذیل ہے ...... عرفانی الکبیر

قرآن مجید کی سورت النحل میں مولائے کریم حضرت سلیمان کی زبان سے ارشاد فرماتے ہیں۔ "یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر" اے لوگوں مجھے خدا کی طرف سے پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ بعض دفعہ ہمارے دل میں یہ بات آتی ہے کہ پرندوں کی بولی حضرت سلیمان علیہ السلام کو کس طرح سکھائی گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام انسان ہو کر پرندوں۔ جانوروں اور حشرات الارض کی بولیاں سمجھ سکتے تھے۔

قبل اس کے کہ ہم پرندوں۔ جانوروں اور حشرات الارض کی بولیاں سمجھنے پر اعتراض کریں اور شک میں پڑیں پانچ باتوں کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

(۱) کیا انسان کے سوائے اور جس قدر زندہ مخلوق ہے اسکے بھی کوئی گروہ ہیں۔

(ب) کیا ایسے گروہوں کا کوئی طریق زندگی یا کوئی تمدن ہے۔

(ج) کیا انکی بھی کوئی ضروریات یا احساسات ہیں

(د) کیا ایسے گروہ اپنے اپنے گروہ کے اندر کوئی تفہیمی یا افہامی صورت یا طریق رکھتے ہیں۔

(ہ) کیا ہم بھی ایسی تفہیمات یا الہامات کا کوئی احساس کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔

ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انسان کے سوائے اور جس قدر زندہ انواع ہیں انکی بھی ایک جماعت اور جتھا ہے۔ اور بموجب آیت کریمہ (الا امم امثالکم) پرندوں جانداروں اور حشرات الارض کی بھی کئی ایک امتیں انسان کی طرح ہیں اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ جس طرح انسان کی زندگیوں کا ایک ضابطہ ہے اسی طرح دوسری زندہ مخلوق کی زندگیاں بھی ایک ضابطہ اور ایک تمدن کے ماتحت گزرتی ہیں ذرا الفاظ امم امثالکم کو غور سے پڑھو اور سوچو کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

جو لوگ حیوانات کے سلسلہ حیات اور طریق حیات پر غور کرنے کے عادی ہیں وہ جانتے ہیں کہ انکی زندگیاں بھی ایک ضابطہ اور ایک تمدن رکھتی ہیں اور انکی بھی انسانوں کی طرح ایک روش اور ایک چلن ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کائنات میں جس قدر جماعتیں اور گروہ حیوانات کے ہیں جن کا طرز زندگی دوسرے گروہ سے جداگانہ پایا جائیگا ان کے جتھے جداگانہ روش سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کا تمدن اپنے دائرہ کے اندر ہی محدود رہتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہے کہ انسانوں کی طرح ان جماعتوں کی ضرورتیں اور احساسات بھی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے جداگانہ اور نرالی ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اپنے اپنے گروہ کے اندر یہ مخلوق ایک دوسری کی بولی یا اشارات و کنایات سمجھتی ہے دیکھو جس وقت ایک مرغی اپنے بچوں کو بلاتی یا آواز دیتی ہے۔ تو کس طرح بچے کشاں کشاں اس کی طرف چلے آتے ہیں جس وقت ایک کوا بولتا ہے تمام کوے اکٹھے ہو جاتے ہیں جس وقت ایک کونج اڑتے ہوئی آواز دیتی ہے اس وقت دوسری کونجیں سن کر فوراً ہی اس کا رخ کرتی ہیں۔ پرندوں کی آوازیں اور حرکات ایک دوسرے کو فوراً ہی خبردار کر دیتی ہیں۔

کیا ان باتوں سے ہم یہ سمجھ نہیں سکتے کہ یہ زندہ جماعتیں بھی اپنے اپنے گروہ کے اندر کوئی نہ بولیاں اور طریق تفہیم و افہام رکھتی ہیں جب قدرت نے انکی ضروریات کا سلسلہ رکھا ہے تو اس پر یہ بھی لازم تھا کہ اسے کوئی بولی اور کوئی طریق تفہیم و افہام بھی عطا کرے اور کوئی وجہ نہیں کہ انسان تو صاحب ضروریات ہو کر ایک قسم کا احساس اور ایک اور بولی رکھے اور یہ گروہ محروم رہیں۔ انسان زبان سے بولتا اور انسانی حرکات سے سمجھاتا اور سمجھتا ہے یہ حیوانات بھی ایک منہ اور ایک زبان رکھتے ہیں ان کا بھی ایک دل اور ایک کلیجہ ہے یہ دوسری بات ہے کہ ان کا نمونہ اور طرز کسی اور قسم کا ہے۔ اس سے صرف یہ فرق پڑ جاوے گا۔ کہ انکی بولیوں اور سمجھنے، سمجھانے کا انسان کے خلاف کوئی اور ڈھنگ اور طریق ہوگا نہ یہ کہ انہیں یہ حاصل ہی نہ ہو۔

سو اس سے کوئی استحالہ لازم نہیں آتا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یہ جماعتیں جماعت وار کوئی طریق تفہیم و افہام یا بولیاں یا سمجھنے اور سمجھانے کا ڈھنگ نہیں رکھتیں تو ایک بیجا یا باطل قیاس ہوگا کہ جس کے ابطال پر کسی اور دلیل لانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ جب ہم ان کی ضروریات اور ایک قسم کے احساسات اور نوعی تمدن کا وجود پاتے ہیں۔ تو پھر کہنا کہ قدرت کی جانب سے انہیں کوئی طریق سمجھنے سمجھانے کا نہیں دیا گیا ایک طرح سے قدرت کو الزام دینا ہے کیا ہم دیکھتے نہیں کہ ایک گروہ حیوانات کے اندر کوئی نہ کوئی طریق تفہیم و افہام پایا جاتا ہے اور ہمارے سامنے اس سے کام لیا جاتا ہے۔

اور ہم خود بھی بعض اوقات ایک وضاحت سے سمجھ جاتے ہیں کہ ایک حیوان اپنی جنس کے دوسرے حیوان کی بولی سمجھتا اور خود بھی اسے کچھ سمجھاتا ہے کیا حیوانات ہمیں دیکھ کر یا ہماری آواز یا آہٹ سن کر ڈر کے مارے بھاگ نہیں جاتے کیا بندوق دیکھ کر یا کسی شکاری کو تاڑ کر حیوانات اور پرند دوڑ یا اڑ نہیں جاتے کیا شکاری سو جیاق جوکھوں سے شکار کے وقت خود کو شکار سے چھپاتے نہیں۔ کیا کتے۔ گھوڑے۔ گائے وغیرہ وغیرہ اپنے مالکوں اور اپنے پالنے والوں سے محبت نہیں کرتے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ایک گھوڑی گھوڑا۔ گائے اور بیل۔ کبھی کبھی دوسرے غیر لوگوں کے بس میں نہیں رہتے لیکن ان لوگوں کے بس میں آ جاتا ہے جو انہیں دانا گھاس دیتے یا جنگل میں چرانے کو لے جاتے ہیں۔ کیا جانور ہمیں پہچان نہیں لیتے۔ یہ سب باتیں وہی ہیں جو ایک دوسرے رنگ میں ان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جب حیوانات ان امور اور ان اوقات میں ایک اشتراک رکھتا ہمارے ساتھ مشترک ہیں تو کیا اپنے اپنے رنگ میں ان کا کوئی نہ کوئی طریق تفہیم اور افہام رکھنا یا اپنے اپنے دائرہ کے اندر رنگوں بولیاں بولنا کوئی خلاف عقل بات ہے۔

بے شک ہم ناطق ہیں لیکن اس کا یہ منشا نہیں ہو سکتا کہ دوسری حیوانی جماعتیں اپنے اپنے رنگ میں کوئی نطق رکھتی ہی نہیں ہمارے نطق کا ایک اور رنگ رکھتا ہے حیات اور نطق میں ایک نسبت ہے اور اگر سچ پوچھو تو نطق ہمیشہ حیات کے ماتحت ہوتا ہے چونکہ انسانی حیات کمتر مقابلتاً رکھا ہوا ہے اس واسطے ان کے نطق کی حد اور وسعت اور رنگ کچھ اور ہے اور دیگر حیوانات کے حیات اور نطق کی کیفیت کچھ اور اختلاف کیفیت سے کسی شئے کی ہستی سے انکار نہیں کیا جا سکتا جب یہ ثابت ہے کہ دوسرے حیوانات ایک قسم کی حس اور شعور رکھتے ہیں اور اس حس اور شعور سے ہمیشہ اپنے دائرہ کے اندر کام بھی لیتے ہیں اور ان کے طریق تفہیم اور افہام بھی ہیں تو کہنا ہی نہیں پڑیگا بلکہ یقین بھی کرنا پڑیگا کہ انکی بولیاں بھی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے اپنے اپنے رنگ میں باتیں بھی کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو سمجھاتے بھی ہیں۔ اور سمجھتے بھی ہیں۔

رہی بات کہ ان جماعتوں کی باتیں اور تفہیم و افہام کیسے یا کن الفاظ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ اب تک انسان پر کھلا نہیں ہے کہ کس طور پر یہ گروہ باتیں کرتے ہیں اور آیا انسانی نقطہ خیال کی رو سے انہیں باتیں کہا جا سکتا ہے کچھ اور بلحاظ اس امر کی ضرورت نہیں کہ ہم بوجہ اس لاعلمی کے اس بات سے ہی انکار کر دیں کہ دیگر حیوانات اپنے دائروں کے اندر نہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ کچھ سمجھا سکتے ہیں۔

میاں مٹھو (طوطا) اور مینا سکھانے پر اسی طرح انسانی الفاظ رٹتے ہیں۔ جس طرح انسان بولتا ہے۔ جب انسانی الفاظ پرندوں کی زبان پر چڑھ سکتے ہیں تو یہ دلیل ہے۔ اس امر کی کہ پرندوں کے اپنے الفاظ اس سے بھی سہولت ان کی زبان سے بولے جاتے ہوں گے اگرچہ ان الفاظ کا رنگ کچھ اور ہو۔ اور ہمارے نقطہ خیال سے انہیں الفاظ کہا جاوے یا کچھ اور۔

ایک روشن خیال انگریز مدتوں سے اس کوشش میں ہے کہ بندروں کی زبان سمجھ سکے اور جہاں تک بعض اخبارات میں نکلا ہے وہ کسی حد تک اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہوا ہے۔ اس سے ہم خیال کرتے ہیں کہ اگر صحیح کوشش سے انسان رفتہ رفتہ حیوانات کی بولیوں سے واقف ہو سکتا ہے۔ اور ان کے نشانات ستر رہ سے کچھ نہ کچھ مطلب بھی نکال سکتا ہے۔

شاید کوئی یہ کہے کہ حیوانات کوئی بولی تو نہیں بولتے بلکہ اپنے مقررہ اشارات و کنایات کے ذریعے سمجھتے اور سمجھاتے ہیں اس واسطے انکی بولیوں کا معترف ہونا صحیح نہیں اول تو اس سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کوئی وجہ نہیں کہ قدرت انسان کو ایک قسم کا نطق دے اور دیگر حیوانات باوجود ضروریات رکھنے اور حیات کے اس سے محروم رہیں جب اپنے اپنے دائرہ میں ہماری طرح انہیں خاص خاص قوتیں حاصل ہیں تو کیوں انہیں کوئی بولی بھی حاصل نہ ہو۔

مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم نے ترجمہ قرآن مجید میں اس آیت کے متعلق حاشیہ پر لکھا ہے کہ :-

کسی ڈاکٹر نے بڑی کاوش سے چیونٹیوں کے اشاروں کا مطلب تحقیق کر کے لغت کی طرح ایک کتاب لکھی ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کا منشاء یہ ہے کہ ان اشارات سے چیونٹیوں کی حسیات اور اغراض سے آگاہی حاصل کی جاوے اور یہ دیکھا جاوے کہ کس طرح چیونٹیاں ایک دوسری سے بات چیت کرتی ہیں اور کس طرح ایک دوسری کو مطلب سمجھاتی اور سمجھتی ہیں۔

ہمارا پریس

(۱)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا بازو بدر مطلع قادیان سے طلوع ہوا۔ میں نے جب اس کا پہلا پرچہ دیکھا بے اختیار میری زبان سے نکلا

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

میں نے ہمیشہ اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ بدر جاری کیا جاوے۔ اور جاری رہے حضرت کے عصر سعادت کی یادگاروں کو قائم رکھا جا آثار قدیمہ کے قیام و بقا کو آج تہذیب و تعلیم کا ایک جزو اعظم سمجھا گیا ہے۔ اور ہر ملک میں اس کے لئے خاص محکمے ہیں۔ یہ تو مٹی ہوئی قوموں کے آثار ہیں اور پتھر اور دہات کے ٹکڑوں کی صورت میں ہیں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے کلمات طیبات کے امین آثار قدیمہ تو اس سے کروڑوں گنا خرچ پر بھی محفوظ رکھنا ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ بدر چونکہ اب انجمن کے زیر اہتمام ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ مالی دشواریوں ۔۔۔ خدا ۔۔۔ ہے گی۔ میں ۔۔۔ یہاں سے اس کا شایع ہونا ایک مبارک فال ہے انشاء اللہ العزیز وہ وقت بھی دور نہیں کہ الحکم بھی اپنے مرکز سے اشاعت پذیر ہوگا احباب دعا کریں۔

(۲)

الحکم کے اجراء سے ایک بیداری سلسلہ کی قلمی دنیا میں پیدا ہو رہی ہے۔ الفرقان کی اشاعت خوشکن اور امید افزا ہے مولوی ابو العطا صاحب ان نوجوانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنی طالب علمی کے ایام میں بھی اپنی قلمی قابلیت کا نمایاں اظہار کیا تھا۔ الفرقان قرآن کریم کے حسن و جمال کو نمایاں کرنے کے لئے نمودار ہوا ہے۔ یہ مقصد ہی عظیم الشان ہے۔ اور اس خدمت کے کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ آپ علم حرفت کے دروازوں کو کھولتا ہے۔۔۔ [قا]دیان سے درویش کا اجرا بھی ہمارے [ا]یک قدم ترقی کی طرف ہے ۱۹۴۹ء [ج]لسہ کے بعد میں نے دہلی میں تحریک کی [کہ] موجودہ حالات کے ماتحت حکومت [ہند] ۔۔ دہانی سے ہمیں ایک اخبار نہیں تو [ر]سالہ جاری کرنا چاہئے اس وقت [گ]و بھی احباب نے دل کھول کر دیا [او]ر مجھے اس تحریک کا ثواب ہوا اور [انہوں] نے درویش کی صورت میں عملی اظہار کیا۔ میری رائے تھی کہ اس رسالہ کا نام **رفیق** ہو۔ اس لئے کہ حضرت کے الہامات میں آپ کے خدام کو رفیق کے لفظ سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ دونوں الفاظ میں ایک معنوی اور نفسیاتی فرق ہے۔ لیکن اس نام سے اجازت مل چکی تھی باایں میری اب تک یہ رائے ہے کہ اس کا نام

الرفیق ہو

(۳)

یوم مصلح موعود پر ربوہ میں جوش ۔۔۔ ہوا۔ اس کے متعلق خود حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تنبیہ فرمائی۔ میں نے اسے پڑھا تو بے اختیار میں نے کہا

زندہ باد امیر المومنین اس کے مصلح موعود ہونے کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ وہ حق کے اظہار کے لئے کسی کی رعایت نہیں کر سکتا۔ مجھے اس قسم کے بیسیوں واقعات معلوم ہیں اور انشاء اللہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں شائع کر دوں گا۔ آپ کے خطبات سے اس ۔۔۔ کا پتہ لگتا ہے جو جماعت کے نظم و نسق کی اصلاح کے لئے پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کرتے چلے آئے ہیں۔ مجھ کو اس خطبہ کے پڑھنے سے ربوہ کے دوستوں کے متعلق بہت دکھ ہوا اور میں نے کہا

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق

امید ہے کہ اہالیان ربوہ اس گناہ کیلئے انتہائی استغفار اور قربانی کریں گے۔

(۴)

اصحاب احمدؑ کی پہلی جلد نہ صرف شائع ہوئی بلکہ جماعت نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ سلسلہ کے اخبارات اور اکابرین سلسلہ نے اس پر ریویو لکھے جس سے اس ضرورت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ جو اس سلسلہ تالیف کی جماعت کو ضرورت ہے۔ میں ۱۸۹۸ء سے اسے محسوس کرتا تھا پھر مرحوم محمود احمد عرفانی نے اس ضرورت کا احساس کیا اور اسی مقصد سے الحکم میں اکثر صحابہ کے حالات جمع کئے مگر، مشیت نے اس فضل کے لئے عزیز مکرم ملک صلاح الدین ایم۔ اے مولوی فاضل کو تاک رکھا تھا۔ انہوں نے اس کام کو شروع کر کے ثابت کر دیا کہ وہ اس کے اہل ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور اور دوسرے بزرگوں نے اس سلسلہ تالیف کی ضرورت اور اس کے پورا ہونے کی راہ نکلنے پر اظہار مسرت فرمایا اور اصحاب احمدؑ نام بھی تجویز فرمایا۔

اس سلسلہ میں اب دوسری جلد زیر طباعت ہے۔ میں نے اس کتاب کا مسودہ پڑھا اور مناسب مشورے بھی دیئے واقعات کے متعلق اپنے علم و فہم کے موافق مولف کے ساتھ تعاون سعادت سمجھا اور اب میں نے اس کے کچھ چھپے ہوئے اوراق بھی دیکھے ہیں جو ۔۔ صفحہ تک چھپ چکے ہیں۔ جس خوب صورتی کیساتھ واقعات کو ترتیب دیا گیا ہے میں اسے دیکھ کر کہتا ہوں کہ میں اگر لکھتا تو اس سے بہتر نہ لکھ سکتا۔ یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے جب احباب اسے پڑھیں گے۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں جماعت کے مقتدر احباب اور احمدی انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس سلسلہ تالیف کے لئے اپنے دلوں کو کشادہ رکھیں ہر انجمن اگر دو دو کاپیاں خرید لے تو بھی میں سمجھتا ہوں دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ زندہ اور فعال جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے حالات کو محفوظ کر کے اپنے فرض کو ادا کرتی ہے میں خود تجربہ کار ہوں جانتا ہوں کہ اس قسم کی تالیف کے لئے جبکہ وہ بغیر کسی قسم کے سرمایہ کے شروع کی جاویں کیا مشکلات پیش آتی ہیں مگر میرا یقین ہے کہ اخلاص اور للہیت سے جو کام کیا جاوے آخر اس کے لئے سامان ہو ہی جاتے ہیں۔

کتاب پریس میں ہے اور انشاء اللہ جلد اشاعت کے لئے تیار ہو جائے گی میں ملک صاحب سے کہونگا کہ اس راہ کی مشکلات سے نہ گھبرائیں یہ ایک ایسا کام ہے کہ ان کو بھی زندہ جاوید بنا دے گا۔ اگر میرے مشورہ پر صدر انجمن توجہ کر سکے تو میں کہوں گا

ملک صاحب کو صرف اسی کام کیلئے مخصوص کر دیا جاوے۔

اور انکی صلاحیتوں سے بہتر کام لیا جاوے میں بہر حال ان کی صحت اور کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ کام جس کی مجھے آرزو تھی اور جسے میں اپنا ایک فرض سمجھتا تھا ان کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

آنے والی مجلس مشاورت میں ایک اہم سوال

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعدد خطبات میں انجمن کے کارکنوں خصوصاً افسروں کی کوتاہیوں پر بحث ہوتی آئی ہے۔ اور آپ نے ہر موقعہ پر انہیں آگاہ کیا کہ وہ اپنی منصبی زندگی میں عملی تبدیلی کریں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ یا تو سست چست کر دیئے جاویں اگر انہیں تبدیلی کی حس نہیں رہی تو ان سے باز پرس ہو۔ حضرت نے ۱۵ فروری ۱۹۵۲ء کے خطبہ میں فرمایا

میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ آئندہ شوریٰ میں یہ سوال رکھا جائے گا۔ وہاں پر غور کر کے آئیں اس سستی کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو کارکنوں پر کھلے طور پر تنقید کیجائے اور یا پھر کمیشن بٹھا کر انہیں سزائیں دی جائیں۔ اور یہ دیکھا جاوے کہ کیا تمام ممکن ذرایع انہوں نے استعمال کر لئے ہیں۔ نہیں تو ان لوگوں کی موجودہ سستی جماعت سے غداری ہے۔ میں ربوہ والوں کو بھی بتا دیتا ہوں کہ ان کے نمایندے بھی اس بات پر غور کریں۔ اسی طرح دوسری جماعتوں کو بھی ہدایت دیتا ہوں کہ وہ شوریٰ پر جو نمائندے بھیجیں وہ اس بات پر غور کر کے آئیں کیونکہ وقت قیمتی ہوتا ہے۔ جس نے وقت کا استعمال کیا وہ جیتا اور جس نے وقت ضائع کیا وہ ہارا۔

میرا عزم اس مجلس مشاورت میں شریک ہونے کا تھا مگر پرمٹ کی بعض مشکلات اس قسم کی ہیں کہ میں وقت پر پہنچ نہیں سکتا۔ بھارت کی حکومت نے مجھے چند روز میں سرٹیفکٹ دے دیا مگر پاکستان نے بمبئی سے پرمٹ آفس اٹھا کر حیدرآباد اور جنوبی ہندوستان کے رہنے والوں کو مجبور کر دیا کہ وہ دہلی جائیں نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پرمٹ مل جانے پر بھی دس دن کے اندر سفر کرنے کی اجازت نہیں میں اس وقت اس کے متعلق بحث نہیں کرتا صرف یہ کہوں گا کہ اس قسم کی تکلیف دہ قواعد مفید نہیں ہو سکتے۔

یہ ذکر تو میں نے مجلس مشاورت میں (جس کا مجھے خاص شوق تھا) عدم شرکت کے اسباب کے لئے کیا ہے۔

یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور میرے خیال میں تو بہت پہلے اس پر غور ہونے کی ضرورت تھی حضرت امیر المومنین نے جب معاون ناظران کا تقرر کیا تھا تو اس وقت بھی

توجہ دلائی تھی بلکہ ان کے تقرر کی یہ ضرورت بیان کی تھی کہ (اگر میں غلطی نہیں کرتا) یہ نوجوان پرانے ناظروں کی سستی دور کریں گے لیکن ہوا یہ کہ

ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد

میرے معلومات کے ماخذ صرف حضرت کے خطبات ہیں جن میں متعدد مرتبہ ان کو بیدار کیا اور جس سے انکی غفلتوں کا علم ہوا ایک خطبہ میں آپ نے بہت سختی سے نوٹس لیا اور ان کو متنبہ کیا اب سوال جس رنگ میں پیش کیا گیا ہے کمیشن یا کھلی تنقید جہاں تک میں سمجھتا ہوں حضرت نے تنقید سے تو کبھی منع نہیں کیا اگر اخبار نویس اپنے اس حق کو استعمال نہ کریں تو اس کا الزام ان پر ہے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ بھی شریک جرم ہیں کہ کیوں انہوں نے مرکز میں رہ کر حالات سے واقف ہوکر ان کو بیدار نہیں کیا کم از کم حضرت کے خطبات کے بعد تو ان کو موقعہ تھا کہ وہ انہیں صحیح مشورہ دیتے۔

مگر میں مودبانہ عذر کیساتھ کہوں گا کہ جب اخبار خود ناظر کے ماتحت ہوں تو اسے یہ جرات کیسے ہوسکتی ہے کہ وہ اس پر تنقید کرے۔

ایک واقعہ متعلقہ جب مجلس مشاورت کا قیام عمل میں آیا تو حضرت امیر المومنین نے جماعت کو یہ بھی حق دیا تھا کہ وہ مجلس مشاورت میں نظارتوں کے کام پر سوال کریں اور ناظر صاحبان کو بعض اوقات جوابات کے لئے مشکلات پیش آتی تھیں۔ مگر اس اجازت سے میں نے محسوس کیا کہ جماعت میں اس اجازت سے اصلاح کی بجائے اخلاق پر اچھا اثر نہیں پڑتا اور نکتہ چینی بغرض نکتہ چینی بن جاتی ہے۔

درد صاحب پرائیوٹ سکرٹری تھے میں نے آنیوالی مجلس مشاورت میں اس طریق کو بند کرنے کی تجویز پیش کی اور وہ تجویز پاس ہوکر آیندہ کے لئے یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے سوالات تنقیدی کے خوف سے کچھ مستعدی پیدا ہو چلی تھی۔ مگر جب یہ روک اٹھ گئی تو پھر وہ چستی نہ رہی میں تو ہر انجمن کے عہدہ داروں کا معتوب رہا کہ ان کے کاموں پر تنقید کرتا تھا اور اب بھی وہ لوگ جو ارباب نظم ونسق سمجھے جاتے ہیں۔ میری باتوں کو کیوں پسند کریں گے۔ بجز ان کے جو خلوص اور رضائے الٰہی کے لئے بہترین مشورہ کی قدر کرنا جانتے ہیں۔ بہرحال اس مشینری کے اوورہال کرنے کی ضرورت ہے

حضرت امیر المومنین نے دستور اساسی میں ناظروں کا تقرر تین سال کے لئے مقرر کیا تھا۔ میں صرف حافظہ کی بنا پر لکھ رہا ہوں دستور اساسی دیکھا جائیگا تو پتہ چل جائے گا مگر اب عملاً یہ عہدہ لائف نظارت کا بن گیا ہے

مختلف اوقات میں بعض معاملات کے متعلق کمیشن بٹھائے گئے ان کی کوئی رپورٹیں ہونگی مگر وہ کبھی پبلک نہیں ہوئیں یا کم از کم میں ناواقف ہوں۔

مختلف محکموں کی کارگزاری کے جانچنے کے لئے ایک ضروری امر یہ بھی ہے کہ مختلف مجالس شوریٰ کے ان ریزولیوشنز کو دیکھا جاوے جو پیش ہوکر پاس ہوئے۔ اور افسران متعلقہ نے کیا عمل کیا۔ اس کے علاوہ حضرت امیر المومنین کے احکامات جو وقتاً فوقتاً نافذ ہوتے ہیں۔ اسکی تعمیل کس طرح پر ہوئی۔

میں خیال کرتا ہوں ممکن ہے میں بوجہ بُعد از مرکز کی وجہ سے غلط سمجھا ہوا ہوں لیکن اب تک میرا یہ بھی خیال ہے کہ دفاتر پر جو خرچ ہوتا ہے وہ کام کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ اور آئے دن کلرکوں کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک دکھ کی بات کہنے پر رک نہیں سکتا کہ جب اس کی ضرورت کا اعلان ہوتا ہے تو اسمیں مولوی فاضل سند یافتہ کی درخواستیں بھی طلب کی جاتی ہیں۔ میں اسے علم کی ہتک یقین کرتا ہوں کیا دینی تعلیم اس لئے انکو دلوائی گئی تھی کہ وہ صدر انجمن کے دفتر میں

ایک کلرک کا کام کریں

صدر انجمن کے دفتر میں چپڑاسی کے کام کو بھی میں حقیر نہیں سمجھتا اور کسی کام کو حقارت سے نہیں دیکھتا لیکن دینی علوم حاصل کرنے والوں سے تبلیغ کا کام لو۔ تالیف تصنیف کا لو۔ نہ کہ وہ کام جو ایک مڈل پاس بھی کرسکتا۔ دفتر الفضل کا ہیڈ کلرک امیر محمد (اگر اب بھی وہ ہے) نہ تو میٹرک ہے نہ تو مولوی فاضل بلکہ شاید مڈل پاس بھی نہیں۔

تحریک جدید کے وکیل اعمال چودھری برکت علی خاں صاحب (جن کے وجود پر مجھے ناز ہے اس لئے کہ اس کی تربیت الحکم ہی کے دفتر میں ہوئی) اس نے کوئی ڈگری نہیں لی۔ لیکن جس دیانت اور محنت سے اس نے کام کیا ہے وہ ایک نظیر ہے۔

ضرورت ہے اخلاص کی اور سلسلہ کی خدمت کے احساس کی۔ اگر ایک کمیشن صدر انجمن کے کاموں کے وزن کے لئے مقرر کیا جاوے تو پتہ لگ جاوے گا کہ کس قدر کام کے لئے کتنے آدمی ضروری ہیں۔ میں تخفیف کا حامی نہیں ہوں۔ خصوصاً ان ایام میں لیکن مجھ پر یہ اثر ہے کہ جس قدر آدمی ہیں اس قدر کام نہیں۔ یا کام کو اگر منظم کیا جاوے تو بھی اس قدر آدمی مطلوب نہ ہوں گے۔

غرض اب وقت آگیا ہے کہ اس دفتری نظام کو ایسی صورت میں تبدیل کیا جاوے کہ تھوڑے خرچ سے کام زیادہ ہوسکے مختلف مدات اور صیغہ جات کے کام کی پڑتال کرنی ہوگی۔ مجھے اس خصوص میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں معاملہ خود حضرت امیر المومنین مجلس مشاورت میں پیش کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ انشاء اللہ ہر صورت میں بابرکت ہونے کی امید ہے۔

سلسلہ کے وقار اور روایات کو قائم رکھو۔

عزیز مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو پنجاب یونیورسٹی کا فیلو منتخب کیا گیا اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا جا رہا اور ہدیہ تبریک پیش کرنے میں احباب پیش پیش رہنا چاہتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ہمارے احباب مرزا ناصر احمد صاحب کا وہ مقام سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے امتیازات سے (جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں) انکا کوئی خاص درجہ بلند ہوگیا۔ یہ تو یونیورسٹی کی عزت ہے کہ اس کو ایک ایسے وجود کو منتخب کرنے کا موقعہ ملا جو اپنے صحیح اور دیانت دارانہ مشوروں سے اگر یونیورسٹی اس پر عمل کریگی تو اس کو مقصد تعلیم میں مدد ملیگی۔ مرزا ناصر احمد صاحب کے واجب الاحترام والد ماجد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو انگریزی حکومت نے خطاب پیش کئے اور اس نے ٹھکرا دیا۔ کہ جو اعزاز اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اس کے بعد کسی دنیوی حکومت کو اعزاز کرلینا جایز ہی نہیں ہوسکتا۔

مکرم مرزا ناصر احمد صاحب اپنے علم و فضل اور اپنے کردار کے لحاظ سے یونیورسٹی کے لئے باعث عزت ہیں۔ ہمارے دوستوں کو اس قسم کے معمولی باتوں پر فخر کرنا سجتا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ع آنکس کہ بتو رسد شہاں را چہ کنند

بادشاہ آئیں گے اور اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور ابنائے فارس سے فیض حاصل کرنے میں سعادت سمجھیں گے۔ میں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اور اخلاص سے کیا ہے۔

انما الاعمال بالنیات

عرفانی الکبیر

ہفتہ وار اخبار الحکم کراچی۔ رجسٹرڈ نمبر ایس ۳۸۹

(الیس خالد) ... نے کلیم پریس لارنس روڈ کراچی سے چھپوا کر عیدگاہ روڈ کراچی نمبر ۱ سے شائع کیا